رسائل و مسائل

نوٹ: اس مرتبہ رسائل و مسائل میں متعدد اہم سوالوں کے جواب دیئے جانے تھے اور ان کی کتابت بھی ہو چکی تھی، لیکن ترتیب صفحات کے وقت ان کے لئے جگہ نہ نکالی جا سکی۔ سائل حضرات اشاعت آئندہ کا انتظار فرمائیں:-

آئندہ انتخابات اور ملازمین حکومت

سوال:- جماعت اسلامی کے اصول میری نگاہ میں غلط نہیں، مگر میں اس کے ایک ہمدرد مخالف کی حیثیت سے یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ لوگوں کی پالیسی میں کوئی ایسی گڑبڑ ہے کہ آپ کے ہاں کی پالیٹکس میں کافی پیچیدگیاں نظر آتی ہیں، جو ہم لوگوں کے لئے اکثر تو قابل فہم ہی نہیں ہوتیں خصوصیت سے حکومت کے ملازمین میں سے جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں اُن کے بارے میں آپ کے مطالبات کچھ پیچیدہ قسم کے ہیں۔ باقی امور کو تو اس وقت درکنار رکھیئے۔ میں صرف انتخابات کے بارے میں آپ کے ملازمین حکومت کا رویہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ آپ دین و سیاست کی تفریق کے قائل نہیں، اور اس وجہ سے ملازم اور غیر ملازم ہر ایک سے آپ کا اصول جماعت کی ساری سرگرمیوں میں تعاون چاہتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ انتخابات میں اگر جماعت حصہ لے رہی ہے تو وہ دین و سیاست کی وحدت کے اصول کے تحت ہی ہر شخص سے چاہے گی کہ وہ "انقلاب قیادت" کی جدوجہد میں پورا پورا حصہ لے۔ مگر ملازم ایسا نہیں کر سکتا۔ آخر آپ نے اس مسئلے پر کیا سوچا ہے۔ اگر آپ ملازمین سے انتخابات میں کنویسنگ کا کام لینے کے حق میں ہیں تو پھر حسب ذیل سوالات کا جواب کیا ہے؟

(۱) کیا آپ اخلاقاً اُن ملازمین کے لئے بھی یہی حق تسلیم کرتے ہیں جو آپ کی جماعت کے مخالف اور دوسری جماعتوں سے دلچسپی رکھنے والے ہوں؟

(۲) کیا آپ کے اسلامی نظام کے اندر بھی ہر ملازم کو یہ حق ہوگا کہ وہ انتخابات میں جس کی حمایت و مخالفت

میں بھی اپنا اثر استعمال کرنا چاہیے، کریں ؟

جواب:۔ جماعت اسلامی کے اصول تو بہر حال آپ کے نزدیک بھی حق ہیں، لہٰذا کوئی پیچیدگی اُن کی وجہ سے رونما نہیں ہوتی۔ اصل مشکل جو کچھ ہے وہ یہ ہے کہ ہم ایک ایسے عبوری دور میں سے گذر رہے ہیں، جس میں ہماری ریاست اصولاً تو اسلامی بن چکی ہے، لیکن عملاً اس کا سارا نظام ابھی تعمیر نو کا محتاج پڑا ہے۔ فی الواقع یہ ایک انتہائی الجھی ہوئی صورتِ حالات ہے کہ ریاست تو اصولاً اسلامی ہے، نظام حکومت سارا پرانے غیر اسلامی نقشے پر کام کر رہا ہے، اربابِ قیادت اور حکام مجموعی حیثیت سے اسلام سے ذہناً نابلد اور عملاً کوسوں دور ہیں۔ ان حالات میں ریاست، حکومت اور قیادت میں سے ہر ایک کے حقوق جداگانہ ہیں اور ان سارے حقوق کو ٹھیک ٹھیک سمجھ کر ادا کرنے کے لئے جو جماعت اپنی اخلاقی ذمہ داری کو سمجھتی ہو، اسے اپنی پالیسی بنانے اور اسے نافذ کرنے میں لازماً پیچیدگیاں پیش آتی ہیں۔ بہر حال آپ کے اس سوال کے جواب کی وضاحت کے لئے چند سطری جواب حوالۂ قلم کیا جا رہا ہے، خدا کرے کہ یہ سطور آپ کے لئے موجبِ اطمینان ہو سکیں۔

اوّلاً آپ یہ سمجھ لیجئے کہ اسلامی سیاست اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اسلام کے عقیدہ، نصب العین کی طرف عوام کو دعوت دی جائے، اسلامی اصولوں پر ان کو منظم کیا جائے، ان کے اخلاق کی صحیح تعمیر کی جائے اور ان کو اسلامی نظام کے قیام و نفاذ میں حصہ لینے کے قابل بنایا جائے ـــــ دوسری طرف اسلام کے نصب العین سے ہٹانے والے محرکات کے اثر سے ان کو بچایا جائے، اور غیر اسلامی اخلاق سے ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو پاک کیا جائے! یہ ہے اسلام کی پاکیزہ سیاست۔ اسی کو دینی اصطلاح میں "امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" کہتے ہیں، اور یہ ہر فردِ مسلم کا بھی اور ہر جماعت مسلمین کا بھی اور ہر حکومتِ اسلام کا بھی بنیادی فریضہ ہے۔ اس سے نہ عوام مستثنیٰ ہیں نہ حکام! بس صرف اس سیاست کے لئے جماعت اسلامی ہر مسلمان سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنی قوتوں کو پورے جذبے کے ساتھ استعمال کرے، چنانچہ اس کا یہ مطالبہ ملازمین سے بھی ویسا ہی ہے جیسا کسی عام مسلمان سے ہے، بلکہ ملازمین سے خاص طور پر، کیونکہ شرعاً وہ پوری مملکت کے شہریوں کی تعلیم و تنظیم کے ذمہ دار ہیں۔ جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافتِ راشدہ

کے ملازمین پر ذمہ داری ڈالتے ہوئے فرمایا تھا :-

اللّٰھم انی اشھدک علی	اے اللہ ! میں تجھی کو مختلف علاقوں
امراء الامصار فانی بعثتھم	کے حکام پر گواہ بناتا ہوں ! میں نے
یعلمون الناس دینھم	ان کو اسلیئے مقرر کیا ہے کہ وہ لوگوں کو
وسنۃ نبیّھم ویقسمون	ان کے دین کی اور ان کے نبی صلعم کی سنّت
فیئھم ویعدلون علیھم	کی تعلیم دیں اور ان میں اُن کے وظائف تقسیم
(ازالۃ الخفاء)	کریں اور اُنکے معاملات میں انصاف کریں !

اور :-

الا : واللہ انی ما ارسل عمالی	سُن لو ! خدا کی قسم میں نے اپنے حکام
الیکم لیضربوا ابشارکم ولا	کو تمہارے پاس اسلئے نہیں بھیجا ہے
لیأخذوا اموالکم ولکن	کہ وہ تم کو کوڑے لگائیں اور نہ اس لیئے
ارسل الیکم لیعلموکم دینکم	کہ وہ تمہارے مال ہتیائیں، بلکہ اس لیئے
وسنتکم	بھیجا ہے کہ وہ تم کو تمہارے دین اور تمہاری
	سنت کی تعلیم دیں -

اب آپ انتخابات کے مسئلے پر غور کیجئے۔ اگر شرعاً "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کی ذمہ داری کے تحت ہر مسلمان سے بڑھ کر ملازمین حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ زندگی کے ہر معاملے کے بارے میں عوام کو اسلام کی تعلیم دیں اور رہنمائی بہم پہنچائیں تو یقیناً انتخابات کے متعلق اسلام کی رہنمائی کو عوام تک پہنچانا عام شہریوں سے بڑھ کر ملازمین کا فریضہ ہے۔ وزراء سے لے کر کلرکوں اور مدرسین اور پولیس کنسٹیبلوں کی یہ دینی ڈیوٹی ہے کہ وہ انتخابات کے اسلامی اصولوں کو پھیلائیں اور ووٹ کی مقدس امانت کا صحیح مصرف ایک ایک مرد و عورت کو بتائیں اور ان کو غیر اسلامی عادات سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔

رہا ترغیب (Canvassing) کا معاملہ، سو جس معنی میں یہ لفظ رائج ہے اس معنی میں اسلام اس کا سخت

مخالف ہے اور کسی ملازم کو تو کجا کسی شہری کو بھی اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ ووٹوں کی منڈی میں بیوپار کرنیوالوں کا واسطہ (Agent) یا لوگوں کو غلط فہمیوں میں ڈالے، یا جوڑ توڑ کی مہم میں حصہ لے یا جھوٹے اور فاسقانہ پروپگنڈے میں شریک ہو یا اغراض کی دھڑے بندیوں سے کوئی تعلق رکھے! اسلام میں کنویسنگ جائز نہیں، صرف تعارف جائز ہے!

اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ کیا ایک ملازم حکومت کو بھی "تعارف" کرانے کا حق حاصل ہے؟ اس سوال کا جواب نفی میں ہے۔

اسلام کا ایک اصل الاصول یہ ہے کہ مشورہ و استصواب ہو یا انتخاب یا شہادت، ان میں سے کسی بھی صورت میں ایک فردِ مسلم کی آزادیٔ رائے کو سلب کرنا یا دبانا یا کمزور کرنا جائز نہیں ہے۔ حکومت کا وجود اس آزادیٔ رائے کی حفاظت کرنے کے لئے ہے، نہ کہ اسے کمزور کرنے کے لئے! اس اصول کی روشنی میں یہ بات کسی طرح جائز نہیں قرار پاتی کہ اکابرِ حکومت یا ملازمینِ حکومت اپنے اثر و رسوخ کو کسی شخص یا گروہ کی حمایت یا مخالفت کے لئے استعمال کریں۔

دورِ نبوت اور خلافتِ راشدہ میں کوئی ایسی نظیر نہیں ملتی جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکے کہ ملازمینِ حکومت نے انتخابات میں اپنی آرا کو عوام میں واضح کر کے ان پر اثر ڈالنے کی کوشش کی ہو، بلکہ بخلاف اس کے ایسی نظیریں ملتی ہیں کہ مشورہ و استصواب میں آزادیٔ رائے کو بچانے کے لئے خاص اہتمام کئے گئے ہیں۔ مثلاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے جو کمیٹی نئے امیر کے انتخاب کے لئے مقرر کی تھی، اُس میں اپنے بیٹے کو اس شرط پر شامل کیا تھا کہ کمیٹی ان کو منصب امارت کسی حال میں نہ دے گی۔ یہ اہتمام صرف اسی لئے تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کمیٹی کے ممبروں کی آزادیٔ رائے حضرت عمرؓ کے فرزند سے متاثر ہو جائے اور وہ ان کو صرف خلیفۂ دوم کا فرزند ہونے کی وجہ سے منتخب کر لیں۔

یہ بات ظاہر ہے کہ ہر ملازم حکومت اپنے اپنے درجے کے لحاظ سے ایک خاص حد تک اثر رکھتا ہے اور اگر وہ اس اثر کو انتخابات میں استعمال کرے تو بہت سے شہریوں کی آزادیٔ رائے کو سلب یا کمزور کر سکتا ہے ـــــ یہاں تک کہ ایک عہدہ دار یا ملازم کا یہ تک کہنا کہ میں فلاں کا ووٹ دوں گا،

بسا اوقات عوام کی آزادیٔ رائے کو کمزور کر دیتا ہے۔ پس اسلامی نظام میں اشخاص اور گروہوں کے لئے ترغیب ومخالفت کی مہم میں ملازمین کا شریک ہونا جائز نہیں قرار دیا جا سکتا، نہ ان کے لئے کسی کا حامیانہ یا مخالفانہ تعارف کرانا ہی درست ہو سکتا ہے۔ وہ دوسروں کے سامنے اعلان کئے بغیر جس کے حق میں چاہیں گے، اپنا ووٹ خاموشی سے استعمال کر سکیں گے۔

پس اسلام کے لئے زندگیاں وقف کرنے والے ملازمین کے لئے تو صحیح روش یہی ہو سکتی ہے۔ رہے اسلام سے آزاد ہو کر زندگیاں گزارنے والے، تو کون نہیں جانتا کہ ضابطہ کی نمائشی پابندیوں کے پس پردہ یہ لوگ کیا کیا کچھ کرتے رہے ہیں اور آئندہ کر سکتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ہمارا کوئی مطالبہ نہیں!

بے پردگی کا طوفان اور تحریک اسلامی

سوال:۔ میں آپ کی تحریک کا موجودہ طریق کار معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ امید ہے کہ آپ ضرور تشفی بخش جواب دیں گے۔

پاکستان زنانہ مسلم لیگ کی جدوجہد تو ان چند باتوں پر ختم ہے کہ پاکستان بھر کی عورتیں بے حجاب سڑکوں پر ملتی پھرتی نظر آئیں، زنانہ نیشنل گارڈ Womens National Gaurd میں بھرتی ہو کر اسلام کی آبرو کو چار چاند لگائیں، میلاد النبیؐ، یوم وفات قائد اعظم یا اسی طرح کی سوشل تقریبات میں پورے ہتھیاروں سے مزین ہو کر شہر بھر کے آوارہ گرد حضرات کو جائے تقریب کے اردگرد طواف پر لگائیں، یا سینما بازاروں میں کھل کھیلیں!

آپ حضرات زندگی کے ہر گوشے میں نظام اسلامی کے حدود جاری کرنے کے داعی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کمیونزم کے خلاف اپنی جنگ کے ساتھ ساتھ آپ نے بے پردگی اور بے حیائی کے اس بڑھتے ہوئے طوفان کو روکنے کے لئے اب تک کیا کیا ہے؟ یہ تو جناب بھی تسلیم کریں گے کہ صرف اجتماع تو اس بیماری کا علاج نہیں ہو سکتے۔ زیادہ سے زیادہ یہی فرق ہوا تا کہ وہ بے پردہ اکٹھی ہو کر تشریف لے گئی

ہیں اور یہ محترم بہنیں باپردہ چند گھٹی دبی آوازیں بلند کر دیتی ہیں۔

میری مخلصانہ استدعا ہے کہ اپنی جماعت کی لائق و کارکن خواتین کے زیر اہتمام عورتوں میں بھی اپنا پیغام پہنچایئے۔ اور نرسنگ وغیرہ کے ادارے کھول کر اصحابِ اقتدار کو دکھا دیجئے کہ پردہ میں رہ کر بھی سمیہ و ام عمارہ اور بنت خولہ کی روایات زندہ کی جاسکتی ہیں۔

امید کہ آپ میری گذارشات پرسکون قلب و دماغ کے ساتھ غور فرماکر جواب دیں گے!

جواب:۔ صورتِ واقعہ یہ نہیں ہے کہ ہم بے پردگی کے اس طوفان کی خطرناکیوں کا کوئی ہلکا اندازہ Under Estimate کر رہے ہیں جیسے وہ مٹھی بھر مغرب پرست اصحاب بپا کر رہے ہیں جو اپنے نظریات کے مطابق ایک "ترقی پسندانہ" زندگی بآرام گذارنے کے لئے پوری قوم کو اُسی رنگ میں رنگنے کے درپے ہیں جس میں انگریزی تہذیب نے انہیں رنگ دیا ہے۔ ہمیں احساس ہے کہ پردے کا نظام تہ و بالا کر دینے اور خاندان کی بنیادیں کھوکھلی کر دینے کے بعد اسلام دشمن طاقتوں کے لئے فسق و فجور کے سارے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اِس وقت ہمارے "خدام اسلام" نے معاشرتی زندگی کی ان آخری عقبی پناہ گاہوں پر براہ راست حملہ (Direct Attack) شروع کر دیا ہے جن میں اسلامی زندگی کی کچھ نہ کچھ قدریں (Values) محفوظ چلی آرہی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں ہم دانستہ اپنی جدوجہد میں کوئی کوتاہی کرنا نہیں چاہتے۔

لیکن ہماری اصل مشکل یہ ہے کہ اب جس محاذ پر حملہ کیا گیا ہے اُس پر مدافعت کا اصل فرض خود ہی ہماری خواتین ہی ادا کر سکتی ہیں، لیکن خواتین کا ۹۵ فیصدی حصہ وہ ہے جو جہالت اور جمود کی حالت میں مبتلا چلا آرہا ہے۔ اس ۹۵ فیصد حصے میں اگر اسلام سے کوئی عقیدت ہے اور اگر پردہ داری کی روایات سے کوئی وابستگی ہے تو وہ محض "بطورِ عادت" ہے۔ ایسی عقیدت و وابستگی کسی کشمکش کے لئے کافی نہیں ہوسکتی۔ رہا بقیہ ۵ فیصدی حصہ تو اس میں سے ایک بڑی تعداد وہ ہے جو آسانی سے ہمارے "خدام اسلام" کی آلہ کار بنتی جارہی ہے۔ کیونکہ یہ حضرات اُس "جنتِ تہذیب" کے رضوان ہیں جس میں جلسے اور نعرے ہیں، استقبال اور جلوس ہیں، ناچ کی محفلیں اور گانے کی مجلسیں ہیں، مینا بازار اور کنسرٹ ہیں، پریڈیں اور کرتب ہیں، نوکریاں اور تنخواہیں ہیں، غیر ملکی سفر اور سیاحتیں ہیں، شہرت اور ناموری ہے، عیاشی اور تفریحات ہیں، بازارگردیاں اور چمن آرائیاں ہیں، اور وہ سارے سامان

ہیں جو قوم کی بچیوں کا دل بہلا سکتے ہیں۔

باقی اسلامی زندگی کی حمایت کا جذبہ جن خواتین میں کارفرما ہے، اُن میں سے کچھ وہ ہیں جو منظم ٹھنڈا کام کرنے کا دل گردہ نہیں رکھتیں اور صرف جذبات کے زور سے کام لینا چاہتی ہیں۔ آخر میں ایک مختصر تعداد ان خواتین کی رہ جاتی ہے جو اسلام کو شعوری طور پر اپنائیں اور پھر منظم طریق سے دیرپا کام کر سکیں۔ بس خواتین کے حلقے میں تحریک اسلامی کا کام ایسی ہی خواتین کے ذریعے چل رہا ہے۔

ان کے سامنے اب تک جو پروگرام رہا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے ذہن و عمل کی تعمیرِ جدید کریں، خاندانی ماحول کو درست کریں، بچوں کی سیرتیں اسلام کے سانچے میں ڈھالیں، دوسری خواتین تک دعوت پہنچائیں اور اسلام کی خدمت کرنے میں مردوں کی رفاقت کا حق ادا کریں۔

رہے وہ سوشل کام جن کا حوالہ آپ نے دیا ہے، وہ اس بات کے متقاضی ہیں کہ ہر مقام پر خواتین ورکرز کی ایک اچھی خاصی تعداد منظم کام کرنے کے لئے بہم پہنچ جائے۔ جب تک ایسا نہیں ہوتا، بہر حال ابتدائی کام جاری ہے اور اس کے نتیجے میں توقع ہے کہ آگے چل کر خواتین نئی ذمہ داریاں اپنے کندھوں پر لے سکیں گی۔

آپ کے دوسرے دو سوالات جن کو شائع نہیں کیا جا رہا، ان کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) ایک پردہ دار عورت بے پردہ عورتوں کے حلقوں یا ان کی مجلسوں میں محض ایک داعیۂ اسلام کی حیثیت کے ساتھ بہر حال جا سکتی ہے اور ان تک اپنا پیغام پہنچا سکتی ہے، بشرطیکہ خود اسے کسی فتنے میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو اور اسے کسی امرِ غیر مشروع میں تعاون نہ کرنا پڑے۔ محض کسی مجمع میں جا کر اپنی دعوت پیش کرنے کو "اشتراکِ عمل" نہیں کہا جا سکتا۔

(۲) عورتوں کا کسی جگہ جمع ہو کے نماز ادا کر لینا اور نماز سے پہلے یا پیچھے ان میں سے کسی کا خطاب کر دینا جائز ہے، اس قسم کی مثالیں قرونِ اولیٰ میں بھی عمل میں آئی ہیں، لیکن خواتین کی اس طرح کی اجتماعی نمازوں میں اصطلاحی قسم کی "امامت و خطابت" کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

واضح رہے کہ اس طرح کے معاملات کا تعلق عقیدہ کے اختلافات سے نہیں، بلکہ فقہی مسلک کے اختلافات

سے ہے۔ لہٰذا ایسے موقعوں پر یہ کہنا یا سوچنا صحیح نہیں ہوتا کہ فلاں کا عقیدہ محلِ نظر ہے۔

پاک "فردوسیوں" سے

آپ کو تو معلوم ہے کہ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان منی آرڈر اور وی۔پی دونوں سے بند ہے۔ لہٰذا پاکستان میں "فردوس" حاصل کرنے کے لئے،

(۱) اگر آپ کی مدت خریداری ختم ہوگئی ہے یا نئے خریدار بننا چاہتے ہیں تو ——

(۲) اگر آپ کے پاس ایجنسی ہے یا اب لینا چاہتے ہیں تو ——

دفتر "جہانِ نو" یعقوب خاں روڈ۔ کراچی

کو اپنی رقم بھیج دیجئے اور ہمیں ارسال کردہ رقم، بھیجنے کی تاریخ اور پورا پتہ لکھ بھیجئے۔ نیز یہ بھی لکھیئے ہمیں بھی اور دفتر "جہانِ نو" کو بھی، کہ یہ رقم کس سلسلے کی ہے —— اگر کوئی شکایت ہو تو وہ بھی ہمیں لکھیئے

اس طرح انشاءاللہ پرچہ آپ کو برابر اور وقت کی پابندی کے ساتھ پہنچتا رہے گا۔

مینیجر "فردوس"۔ قائم گنج ضلع فرخ آباد (یو۔پی)

پنجابی پمفلٹ

از جناب عبداللہ شاکر

(۱) ووٹ دا حقدار ۱ر — (۲) پاکستان کا مطلب ۱ر

(۳) مودودی دا گناہ ۱ر — (۴) شیطانی الیکشن رحمانی الیکشن ۱ر

(۴) اسلامی نظام دیاں برکتاں ۱ر — (۵) سیفٹی ایکٹ ۱ر

ملنے کا پتہ:- مکتبہ جماعت اسلامی اچھرہ لاہور